أفلت شموس الأولين وشمسنا ★ أبدا على أفق العلى لا تغرب

ہو گئے اسلاف کے سورج غروب
میرے سورج کو نہیں خوفِ زوال (شمس بریلوی)

غوث الثقلین محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی
حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی مشہورِ زمانہ تصنیف

الغنیۃ لطالبِ طریق الحق

مشہور بہ

غنیۃ الطالبین

کا
اردو ترجمہ

جس میں اندازِ بیاں کا لطف اور سلاست زبان کا کیف ہر ہر سطر میں موجود ہے
بہ تبویب و ترتیبِ خاص

از

ادیبِ شہیر حضرت شمس صدیقی بریلوی فاضلِ مشرقیات
(سابق صدر شعبۂ فارسی دار العلوم منظرِ اسلام بریلی)

ارشد برادرس
۱۵۶۱ سیکنڈ فلور گلی کرتانہ۔ سوئیوالان۔ نئی دہلی ۲

کتاب ———————— غنیۃ الطالبین

تصنیف ———— محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

مترجم ———— ———— ادیب شہیر شمس بریلوی

طابع ————————

ناشر ———————— ارشد فاخر دہلوی

تعداد طباعت ———————— ایک ہزار

صفحات ———————— سات سو

JATEQAD
PUBLISHING HOUSE
ICE 91/-

قیمت مجلد سنہری ڈائی آفسٹ کاغذ ————————

ارشد برادرس
۱۵۶۱۔سیکنڈ فلور گلی کوتانہ
سوئیوالان نئی دہلی ۲

(ہم نے جنات کے ایک گروہ کا رخ آپ کی طرف پھیر دیا تاکہ وہ قرآن سن لیں)۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قرآن پڑھنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن فرمایا ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ قرآن کو یاد کرنے کے لئے تم اپنی زبان مت ہلاؤ، قرآن کو (تمہارے سینے میں) جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم پڑھیں تو ہمارے پڑھنے کے پیچھے تم پڑھو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۝ قرآن کا جتنا حصہ (تمہارے لئے) آسان ہو وہ پڑھو۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی اس کو کتاب اللہ کا قاری کہا جائے گا، جس نے بات کرنے کی قسم کھائی ہو وہ اگر قرآن پاک پڑھے اس پر قسم شکنی کا جرم عائد نہیں ہوگا یہ تمام امور بتاتے ہیں کہ قرآن (انسانی) عبارت نہیں ہے۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ "ہماری اس نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں ہے، نماز تو صرف قرأت (قرآن) تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن ہے، اس حدیث میں حضور نے تلاوت قرآن کو قرآن فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت اور متلو (جس کو تلاوت کیا جائے) دونوں ایک ہیں، اللہ اور اللہ کے رسول نے مسلمانوں کو نماز میں قرأت کا حکم دیا ہے اور بات کرنے سے منع کیا ہے اگر ہماری قرأت ہمارا کلام ہو اللہ کا کلام نہ ہو تو پھر ہم امر ممنوعہ کے مرتکب ہوں گے،

قرآن کے حروف اور آواز

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک سمجھے جانے والے حروف اور سنی جانے والی آواز میں ہے کیونکہ انہی حروف اور آوازوں سے گونگا اور خاموش شخص متکلم اور گویا ہو جاتا ہے۔ اللہ کا کلام حروف اور آوازوں سے الگ نہیں ہو سکتا، ایسی بدیہی بات کا منکر محسوس کا مخالف اور بصیرت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الٓمّٓ ذٰلِكَ۔ حٰمٓ۔ طٰسٓمّٓ، تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۝ غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے حروف ذکر فرمائے اور پھر ان کا کنایہ کتاب سے فرمایا۔

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۝ زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے اور اس کو سات اور سمندر مدد پہنچائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونگے

اسی طرح ایک اور دوسری آیت میں ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ ۝ اگر سمندر میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کے لئے روشنائی بن جائیں تو رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے۔

تلاوت قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی، سن لو میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف دس نیکیاں، لام دس نیکیاں اور میم دس نیکیاں یہ تیس نیکیاں ہوئیں۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفا عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰى وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ

(آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا، ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ. بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اور معبود نہیں پس میری عبادت کر۔ یہ ندا اور قول بغیر آواز کے ممکن نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ اللہ کے علاوہ یہ نام اور یہ صفت (الٰہ) کسی فرشتے یا کسی دوسری مخلوق کی ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں جلوہ فرما ہوگا اور رواں و فصیح کلام کرے گا اور فرمائے گا (وہ تمام سچ بولنے والوں سے زیادہ سچ بولنے والا ہے) تم طویل مدت تک چپ رہے ہو، جب سے میں نے تم کو بنایا تھا میں تمہارے لئے خاموش رہا، تمہارے اعمال کو دیکھتا رہا، تمہاری باتیں سنتا رہا اب یہ تمہارے اعمال نامے ہیں جو تم کو پڑھ کر سنائے جائیں گے، جس کو ان کے اندر جو خیر ملے وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جس کو کچھ اور ملے وہ اپنی جان ہی کو ملامت کرے۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن انس رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے "اللہ بندوں کو اٹھائے گا۔ اور ایسی آواز سے پکارے گا کہ اس کو دور والا بھی قریب والوں کی طرح سنے گا" میں بادشاہ ہوں میں بدلہ دینے والا ہوں۔

تکلم الٰہی

حضرت مسلم رضی بن مسروق نے حضرت عبداللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے متکلم ہوتا ہے تو اس کی آواز آسمان والے سنتے ہیں اور سجدہ میں گر جاتے ہیں، جب دلوں سے ہیبت دور کردی جاتی ہے تو اہل آسمان پکارتے ہیں "تمہارے رب نے کیا فرمایا، دوسرے جواب دیتے ہیں حق فرمایا، ایسا ایسا فرمایا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے متکلم ہوتا ہے تو آسمان والوں کو ایسی آواز سنائی دیتی ہے جیسے پتھر کی چٹان پر لوہے کے گرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ سب فوراً سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ جب دلوں سے اللہ تعالیٰ ہیبت دور فرما دیتا ہے تو کہتا ہے "تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ یہ سب جواب دیتے ہیں، حق فرمایا وہ بزرگ و برتر ہے"۔

محمد بن کعب رضی فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا تھا تو آپ نے اپنے رب کی آواز کو مخلوق میں کس سے مشابہ پایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں نے اپنے رب کی آواز کو رعد سے مشابہ پایا جب کہ اس میں بازگشت نہ ہو۔ یہ آیات و احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کلام اللہ آواز ہے مگر آدمیوں کی آواز کی طرح نہیں جس طرح اس کا علم قدرت اور تمام دوسری صفات انسان کی صفات کی طرح نہیں ہیں اسی طرح اس کی آواز بھی انسانوں کی آواز کی مانند نہیں ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی بیان کردہ ایک روایت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے لئے آواز کی صراحت کی گئی ہے (اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے) اشاعرہ اس کے خلاف ہیں، اشاعرہ کا قول ہے کہ کلام اللہ ایک معنی (مفہوم) ہے جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہے (اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ اور گمراہ کرنے والے کی حساب فہمی کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے متکلم ہے (صفت کلام قدیم ہے) اور اس کا کلام امر، نہی اور استفہام سے تمام معانی کو حاوی ہے ابن خزیمہ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا کلام پیہم ہے اس میں وقفہ اور خاموشی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ متکلم ہے اور سکوت اس کے لئے درست ہے"؛ آپ نے فرمایا ہم اجمالاً یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ سے متکلم ہے۔ اگر کوئی حدیث

الیسی آتی جس سے ظاہر ہوتا کہ اللہ خاموش ہوگیا تو ہم بھی کہتے، اب تو ہم یہی کہتے ہیں کہ وہ متکلم ہے بغیر کسی خاص کیفیت اور تشبیہ کے جس طرح چاہے وہ کلام کرتا ہے۔

حروف ہجا مخلوق ہیں یا غیر مخلوق

حروف ہجا مخلوق نہیں

حروف ہجا بھی مخلوق نہیں ہیں، اللہ کے کلام میں ہوں یا وہ انسان کے کلام میں ہوں، اہل سنت میں سے ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف قدیم ہیں اور اس کے علاوہ جتنے حروف ہیں وہ حادث ہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے، اہل سنت کا بغیر کسی فرق کے صحیح ترین قول یہی ہے کہ حروف ہجا مخلوق نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ لفظ کن دو حرفی ہے (ک، ن) اگر یہ لفظ مخلوق ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے کُن کے کہنے کا محتاج ہوگا اور اس طرح غیر متناہی سلسلہ لازم آئے گا۔

قرآن (پاک) کے غیر مخلوق ہونے کی آیات قرآنیہ سے بہت سی دلیلیں اوپر گذر چکی ہیں۔ ہم ان کو دوبارہ پیش نہیں کریں گے۔

حدیث نبوی میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اب ت ث کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا الف اللہ کا اسم ہے اور بؔ اللہ کے نام باری کا اور تؔ اللہ کے نام المتکبّر کا اور ثؔ اللہ کے نام الباعث اور الوارث کا ہے اور اسی طرح حضور نے تمام حروف کو اللہ کے اسماء صفاتی کا جزو قرار دیا، چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مخلوق نہیں ہیں اسی لئے حروف ہجا بھی مخلوق نہیں ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ نے ابجد ہوز حطی کے معنی دریافت کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! کیا تم ابی جاد (ابجد) کی تشریح سے واقف نہیں ابجد میں الف اللہ کا ب اللہ کے نام الباری ج اللہ کے نام جلیل کا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حروف (ہجا)، کو اللہ کے اسماء کا جزو ہونا قرار دیا حالانکہ یہی حروف آدمیوں کے کلام کے بھی اجزاء ہیں۔

حضرت امام احمدؒ نے حروف ہجا کے قدیم ہونے کی اس خط میں صراحت کی ہے جو نیشاپور اور جرجان کے باشندوں کو آپ نے ارسال کیا تھا اور اس میں آپ نے لکھا تھا کہ جو شخص حروف ہجا کو حادث کہتا ہے وہ اللہ کا منکر ہے جب وہ اس بات کا قائل ہوا کہ حروف ہجا مخلوق ہیں تو وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہوا (یعنی قرآن کو اس نے مخلوق قرار دیا)۔

حروف قرآن قدیم ہیں یا حادث

آپ سے کہا گیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حروف (ہجا) پیدا کئے تو لام لیٹ گیا اور الف کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ جب تک مجھے حکم نہیں دیا جائے گا میں سجدہ نہیں کروں گا، امام احمدؒ نے فرمایا یہ قائل کا کفر ہے (ایسا کہنے والا کافر ہے) امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حروف کے حدوث کے قائل نہ ہو، سب سے پہلے یہودی اس کے قائل ہو کر ہلاک ہوئے۔ جو شخص کسی ایک حرف کے حادث کا قائل ہوا وہ قرآن کے حدوث کا قائل ہوا۔ اس سلسلہ میں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب حروف قرآن میں قدیم ہیں تو قرآن کے علاوہ بھی قدیم ہوں گے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز بعینہٖ قدیم بھی ہو اور حادث بھی، جب قرآن میں حروف (ہجا) کا حادث نہ ہونا ثابت ہوگیا تو غیر قرآن میں بھی یہ قدیم ہوں گے۔